دینی مدارس اوران کا کردار

محمد نعیم طاہر شاہ پوری

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مکی زندگی کے مجاہدات سے فراغت پا کر جب مدینہ منورہ رونق افروز ہوئے تو قدرے اطمینان کے ساتھ عالمی سطح پر دین کی تعلیم وتبلیغ کی طرف متوجہ ہوئے۔ یہاں سے آپ نے اپنی نبوت کا پیغام سلاطین عالم کے پاس بھیجا اور دینی ضروریات کو مقدم رکھتے ہوئے ان نفوس قدسیہ کو اپنی فیض صحبت کے ذریعہ علوم وعرفان سے منور فرمایا جو اپنے گھر بار کو خیر باد کہہ کر حصول علم کو مقصد بنا کر آپ کے پاس آٹھہرے، یہی حضرات اصحاب صفہ کے مبارک نام سے موسوم ہوئے، جنہیں عہد نبوت کے پہلے مدرسہ کے اولین تلامذہ ہونے کا شرف حاصل ہوا، آج عالم اسلام میں پھیلے دینی مدارس انہی اصحاب صفہ کا فیض ہے جو ہر قرن میں نسلاً بعد نسل رائج رہے اور عوام وخواص کو میراث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے سیراب کرتے رہے، اس میں کوئی شک نہیں کہ دور رسالت سے لے کر عصر حاضر تک مدارس دینیہ دین اسلام کے تحفظ اور اشاعت اسلام کا اہم ترین ذریعہ رہے ہیں، اس بابرکت اور پرنور سلسلے کی ابتداء اصحاب صفہ سے ہوئی اور جب تک اللہ نے چاہا یہ سدا بہار سلسلہ جاری رہے گا، یہی وہ خیر وبرکت کا سرچشمہ ہیں جہاں سے دین اسلام کے شجر طیبہ کی آبیاری ہوتی ہے اور یہیں سے اسلام کے وہ فرزند تیار ہوتے ہیں جو ایمان وعمل کی مشعل کو اپنے خون جگر سے فروزاں کئے رکھتے ہیں اور اسے باد مخالف کے طوفانوں اور آندھیوں کے تھپیڑوں میں بجھنے نہیں دیتے۔

غیر منقسم ہندوستان میں انگریز کی آمد سے قبل یہی دینی مدارس تھے جو اپنے علم وفضل سے انسان کو انسانیت کا درس دیتے رہے اور عوام الناس کے ہاں گریجویٹ وہی طبقہ تھا جو ان مدارس سے مستفید ہو رہا تھا، لیکن برصغیر کی زمین پر جونہی فرنگی قدم پڑے تو مسلمانوں کی دینی واخلاقی قدریں تبدیل کرنے کی نامبارک کوششیں کی گئیں اور مدارس دینیہ کا نظم کافی حد تک متاثر ہو کر رہ گیا، ان حالات میں دردمند مفکرین اسلام نے اپنے اپنے طور پر قوم کی خدمت کی اور انہیں انگریزی عفریت سے آزاد کرنے کی جدوجہد شروع کی، کچھ حضرات نے انگریزی مصنوعات کا بائیکاٹ کر کے عملی جہاد کیا، کچھ

حضرات نے قوم کی ترقی کے لئے یہ راہ نکالی کہ قوم کو بھی انگریزی تعلیم کے لئے ابھارا تا کہ اس میدان میں مسلمانوں کی مغلوبیت کم ہو جائے، ان حالات میں اللہ تعالیٰ نے دستگیری فرمائی اور چند نفوس قدسیہ نے براہ راست انگریز کے خلاف علم جہاد بلند کیا اور ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی نے فرنگی سامراج کے دیو ہیکل بت پر پہلی ضرب لگائی۔

سید الطائفہ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی، حضرت حافظ ضامن شہید، حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی، حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہم اللہ تعالیٰ جیسے حضرات نے شاملی کے میدان میں معرکہ حق و باطل برپا کیا اور ''انفروا خفافاً وثقالاً'' کی عملی تفسیر بنتے ہوئے بے سروسامانی کے عالم میں دشمن سے نبرد آزما ہوئے۔ اس وقتی ہزیمت کے بعد اکابرین علماء کے الہامی مبشرات اور اہل قلوب کے مکاشفات کے بعد یہ طے پایا کہ مسلمانوں کے ایمان و عقائد کے تحفظ کے لئے مدارس دینیہ کے متاثرہ نظام کو پھر سے منظّم کر کے علمی و عملی اقدام اٹھائے جائیں، اس فیصلے کی بناء پر دیوبند، سہارنپور، دہلی، مراد آباد اور دیگر اہم مقامات پر دینی مدارس کی تاسیس رکھی گئی، خدائی نصرت کے ساتھ ساتھ عوام الناس نے بھی ان مدارس کا خیر مقدم کیا اور یوں مدارس دینیہ کی تجدید کا کارنامہ انہی فاقہ مست حضرات کے ہاتھوں انجام پایا، ہمارے اکابر نے مدارس دینیہ کے اجراء کا فیصلہ کس حد تک درست کیا تھا، اس کا نتیجہ آج سوا صدی گزرنے کے بعد یوں ظاہر ہو رہا ہے کہ آج بھی سامراج کو انہی مدارس سے خطرہ ہے، گویا سوا صدی قبل مدارس کا اجراء کر کے اکابر نے اپنے ترکش سے جو تیر چلایا تھا وہ اپنے ہدف پر یوں لگا کہ آج بھی سامراج یہی چلا رہا ہے کہ اگر ہمیں خطرہ ہے تو انہیں مدارس سے ہے۔ اگر ہم تاریخ پر نظر دوڑائیں تو یہ حقیقت آشکارا ہوتی ہے کہ ماضی میں بھی دینی مدارس کا کردار بہت پاکیزہ اور بلند رہا اور موجودہ دور میں تو ان مدارس کا دائرہ اتنا وسیع اور کردار اتنا روشن ہے کہ اہل بصیرت کے نزدیک یہ ادارے ظاہر شریعت کی بقاء اور روح اسلام کے تحفظ کا واحد ذریعہ ہیں، یہاں تعلیم و تعلّم، اصلاح و تربیت، تصوف و احسان، وعظ و تبلیغ اور تصنیف و تالیف کا ایسا ہمہ گیر کام ہوتا ہے اور دین اسلام کے تمام شعبوں کے زندہ رکھنے اور انہیں رجال کار مہیا کرنے کی ایسی دلسوزی سے محنت ہوتی ہے کہ اب دین کی بقاء اور ترقی کا بیشتر مدار انہی پر رہ گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمارے اکابر کے فیض کو عالم اسلام میں پھیلایا اور اکابر کے ذوق اور ان کی ہدایات کی روشنی میں مدارس دینیہ کا ایک مربوط نظام قائم ہوا۔ الحمد للہ آج بھی دنیا کے جس قطع میں دینی مدارس کا جو مربوط و منظّم نظام جاری ہے، وہ ہمارے اکابرؒ کا اور ان کے تلامذہ کا بلا واسطہ یا بلواسطہ فیض ہے، بلکہ اگر ملک پاکستان کے کامیاب مدارس کو دیکھا جائے تو یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ یہ حکیم الامت مجدد ملت حضرت تھانویؒ، شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنیؒ، مولانا شبیر احمد عثمانیؒ اور مولانا ظفر احمد عثمانیؒ کے صحبت یافتہ حضرات ہی کا فیض ہے اور آج بھی ان حضرات کے لگائے ہوئے گلشن اپنی آب و تاب کے ساتھ مہک رہے ہیں اور ہزاروں تشنگان علوم کو علم و عمل سے سیراب کر رہے ہیں، اللہ کے فضل سے ملک کے طول و عرض میں ایسے غیر معروف مدارس بھی ہیں جو کسی تشہیر کے بغیر دینی خدمات میں مصروف ہیں، آج ہمارے معاشرے میں جو دینی فضا اور اسلامی اقدار نظر آ رہی ہیں وہ انہی مدارس کا فیض ہے، اللہ تعالیٰ ان مدارس کے فیض کو جاری و ساری رکھے۔ آمین...........☆